سوال

میں اپنے خاوند کے ساتھ ایک یورپی ملک میں رہائش پذیر ہوں میرا خاوند نشئی تھا اور چھ برس کی ازدواجی زندگی مشکلات اور لڑائی جھگڑے پر مشتمل رہی جو ناقابل برداشت تھی چنانچہ میں نے طلاق کا مطالبہ کیا لیکن خاوند نے طلاق دینے سے انکار کر دیا لہذا مجھے عدالت کا سہارا لینا پڑا اور بالفعل طلاق ہو گئی اس معاملہ کو کئی برس بیت چکے ہیں، اب میں یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ آیا یہ طلاق صحیح تھی یا نہیں ؟ اور اگر میں نئے سرے سے اس کی بیوی بن کر واپس خاوند کے پاس جانا چاہوں تو کیا طریقہ ہے ؟

جواب

ہمہ قسم کی حمد اللہ تعالی کے لیے، اور درود و سلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعد ازاں :

اول :

اگر خاوند تباہی والے کام مثلا شراب نوشی یا نشہ کرنے پر اصرار کرے تو بیوی کے لیے خاوند سے طلاق طلب کرنا جائز ہے، اور اگر خاوند طلاق دینے سے انکار کر دے تو پھر شرعی عدالت میں قاضی کے سامنے معاملہ پیش کیا جائے تاکہ وہ خاوند پر طلاق لازم کرے، یا پھر خاوند طلاق دینے سے انکار کرنے کی صورت میں شرعی قاضی خود طلاق دے دے

اور اگر شرعی عدالت اور شرعی قاضی نہ ہو تو پھر اس معاملہ کو اپنے علاقے میں موجود اسلامی مرکز اور اسلامک سینٹر میں اٹھانا چاہیے تاکہ وہ خاوند کو طلاق دینے پر راضی کریں، یا پھر اسے خلع کی دعوت دیں، اور اس شرعی طلاق کے بعد ضرورت کی بنا پر اسے غیر شرعی عدالت سے تصدیق کرانا جائز ہے

دوم :

جب آپ نے غیر شرعی عدالت کا سہارا لیا اور عدالت نے خاوند کو طلاق دینے کا کہا تو خاوند نے طلاق کے الفاظ بولے یا پھر طلاق کی نیت سے طلاق کے الفاظ لکھ دیے تو طلاق واقع ہو گئی ہے

اور اگر خاوند نے نہ تو طلاق کے الفاظ بولے اور نہ ہی طلاق کی نیت سے طلاق کے الفاظ لکھ کر دیے، بلکہ عدالت نے طلاق کا فیصلہ کر دیا تو کافر جج کی طلاق واقع نہیں ہوتی

فقہاء کرام کا اتفاق ہے کہ قاضی کو مسلمان ہونا چاہیے جو مسلمانوں کے فیصلے کرے؛ کیونکہ قضاء ایک قسم کی ولایت ہے اور کافر شخص کسی مسلمان شخص کا ولی نہیں بن سکتا

ابن فرحون رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"قاضی عیاض رحمہ اللہ کا قول ہے : جن شروط کے بغیر قضاء صحیح نہیں اور نہ ہی ولایت قائم ہو سکتی ہے وہ دس شرطیں ہیں :

اسلام، عقل، اور مرد، اور آزادی، اور بلوغت، اور عادل ہونا، اور علم، اور ایک ہونا، سماعت و بصارت والا ہونا اور گونگا نہ ہونا، پہلی آٹھ شرطیں تو ولی کے صحیح ہونے میں ہیں اور آخری تین شرطیں صحیح ہونے کے لیے شرط نہیں لیکن ان کے نہ ہونے کی صورت میں اسے معزول کرنا واجب ہو جائیگا

اس لیے بالاتفاق کافر کی ولایت صحیح نہیں، اور نہ ہی مجنون شخص کی " انتہی

دیکھیں : تبصرۃ الحکام (26/1) اور الموسوعۃ الفقھیۃ (295/33) کا بھی مطالعہ کریں

فقہاء شریعت کمپلیکس امریکہ کی دوسری کانفرنس جو کوپن ہیگن ڈنمارک میں رابطہ عالم اسلامی کے تحت 4-7 جمادی الاول 1425ھ الموافق 22-25 جون 2004 میلادی میں منعقد ہوئی اس کا اختتامی بیان یہ تھا :

جب کسی ایسے ملک میں جہاں اسلامی قوانین اور شرعی عدالتیں نہ ہوں اور کسی حق کو حاصل کرنا متعین ہو جائے یا پھر اپنے سے ظلم روکنا مقصود ہو تو غیر شرعی عدالت سے رجوع کرنے کی اجازت ہے

لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ شرعی علماء کرام سے اس سلسلہ میں رجوع ضرور کیا جائے تاکہ اس موضوع کے بارہ میں واجب کردہ شرعی حکم کو نافذ کیا جاسکے، اور دوسری عدالتوں سے صرف مطالبہ اس کی تنفیذ کی سعی کی جائے

اور اسی اختتامی بیان کے ساتویں بند میں اسلامی ممالک سے باہر دوسرے ممالک کی سول کورٹس میں جاری ہونے والی طلاق کے متعلق درج ہے :

جب مرد اپنی بیوی کو شرعی طلاق دے دے تو اس کے لیے ان غیر شرعی عدالتوں سے طلاق توثیق کرانے میں کوئی حرج نہیں، لیکن جب خاوند اور بیوی کا طلاق کے متعلق آپس میں جھگڑا اور تنازع ہو تو پھر شرعی عدالت نہ ہونے کی صورت میں قانونی کاروائی پوری کرنے کے بعد اسلامی مراکز شرعی عدالت کے قائم مقام ہونگے

اور شادی کو ختم کرنے کے لیے صرف یہ قانونی کاروائی مکمل کرنے سے ہی شرعی طور پر شادی ختم نہیں ہوگی

اس لیے جب عورت سول کورٹ سے طلاق حاصل کرلے تو وہ اسلامی مراکز جا کر اس طرح کے معاملات کا فیصلہ کرنے والے اہل علم سے رجوع کریں تاکہ شرعی طور پر اس معاملہ کو پورا کیا جاسکے

مختلف جگہوں پر اسلامی مراکز ہونے کی وجہ سے اور ان سے رجوع کرنے میں سہولت ہونے کی بنا پر اس سے انحراف نہیں کیا جاسکتا " انتہی

اس بنا پر آپ کو اپنے علاقے کے اسلامی مرکز یعنی اسلامک سینٹر سے رابطہ کرنا چاہیے وہ آپ کے اس معاملہ کو دیکھ کر فیصلہ کریں گے

سوم :

جب عورت کو اپنے خاوند سے پہلی یا دوسری طلاق ہو جائے اور اس کی عدت گزر جائے تو اس کے لیے اسی خاوند سے نئے مہر کے ساتھ ولی اور گواہوں کی موجودگی میں نیا نکاح کرنا جائز ہے

لیکن اگر اسے تیسری طلاق ہو چکی ہو تو خاوند کے لیے اپنی مطلقہ عورت کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہیں حتی کہ وہ عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح رغبت کرے اور یہ نکاح حلالہ نہ ہو، پھر وہ شخص اپنی مرضی سے اسے طلاق دے دے یا فوت ہو جائے تو پہلے خاوند کے لیے اس سے نکاح کرنا جائز ہو جائیگا

واللہ اعلم.

الاسلام سوال وجواب

127179